روزنامہ **الفضل** ربوہ

فون: ۴۴۹

ایڈیٹر: نسیم سیفی

رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴/۳۹ — منگل ۴ رمضان ۱۴۰۹ھ ۱۱ شہادت ۱۳۶۸ھش ۱۱ اپریل ۱۹۸۹ء — نمبر ۸۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# پُرانی بنیادوں پر استوار عمارتوں کو بلند کرنا اور نئی عمارتیں بنانا ہمارا کام ہے

## اُمید ہے کہ دنیا بھر کی جماعتیں ان پروگراموں پر عمل کریں گی

### حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کے خطبہ جمعہ فرمودہ ۳۱ مارچ ۱۹۸۹ء بمقام گولوے۔ ری پبلک آف آئرلینڈ۔ کا خلاصہ

حضور انور نے فرمایا آج کا جمعہ میں اور میرے سفر کے ساتھی جماعت آئرلینڈ کے ساتھ آئرلینڈ کے ایک قصبے گولوے میں ادا کر رہے ہیں۔ نئی صدی کے پہلے سال کا یہ میرا پہلا سفر ہے۔ اور یہ اس صدی کا دوسرا خطبہ ہے۔ جو مَیں اس نئی جماعت میں دے رہا ہوں

حضور نے فرمایا اس سفر کی تقریب اس لئے پیدا ہوئی ہے کہ یہاں خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ کا پہلا مشن ھاؤس ایک بنی بنائی عمارت کی صورت میں خریدا گیا۔ جماعت کی خواہش تھی کہ اس مشن ھاؤس کا افتتاح میں خود باقاعدہ طور پر کروں۔

حضور نے فرمایا یہ ایک کیتھولک ملک ہے۔ جس کی بھاری اکثریت عیسائی فرقہ رومن کیتھولک سے تعلق رکھتی ہے اس پہلو سے یہ عیسائیت میں بہت زیادہ سنجیدہ ہیں۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ آئرلینڈ میں رومن کیتھالوسزم وٹیکن سے بھی زیادہ عقیدہ اور عمل کی صورت میں چلتا ہے۔ اس پہلو سے یہ ملک غیر معمولی طور پر مذہبی رجحان رکھتا ہے عموماً دنیا میں یہ خیال پایا جاتا ہے کہ کیتھولک لوگ دین حق سے زیادہ متنفر ہیں۔ ان میں دین حق کے نفوذ کے کم امکانات ہیں۔ لیکن یہ خیال میری رائے میں درست نہیں۔ کیونکہ ہالینڈ میں جتنے بھی احمدی ہوئے وہ سارے کے سارے پہلے کیتھولکس تھے۔ اسی طرح دوسرے ممالک کی بیعتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ کیتھولکس میں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے دین حق قبول کرنے کے رجحانات پیدا ہو رہے ہیں۔ اس پہلو سے وہ علاقے جو مذہب میں سنجیدہ ہی نہیں بلکہ مذہبی تعصب بھی رکھتے ہیں ہمارے نقطۂ نگاہ سے زیادہ اہمیت کے حامل ہیں۔ کیونکہ وہ کچھ نہ کچھ سوچ بچار غور اور تدبّر تو ضرور کریں گے۔

حضور نے فرمایا آئرلینڈ میں رومن کیتھولک ہونے کے باوجود دین حق سے نفرت نہیں ہے۔ اور جس علاقے میں اس وقت ہم یہ مشن بنا رہے ہیں اس کے لوگ انسانی اقدار سے مزیّن با اخلاق لوگ ہیں۔ اسی طرح میں نے اندازہ لگایا ہے کہ یہاں کے صحافی بھی اس بات پر عار محسوس نہیں کرتے کہ ان کے عقیدے کے خلاف اگر کوئی شخص کوئی ٹھوس دلیل پیش کرے تو اُسے تسلیم کریں اور اُسے دنیا کی نظر میں بھی لے کے آئیں۔ چنانچہ میری آمد پر ایک اخبار میں شائع ہونے والے پہلے تعارفی مضمون سے معلوم ہوتا ہے کہ لکھنے والے نے کھلے دل سے اور وسیع نظر سے جماعت احمدیہ کا مطالعہ کیا ہے

حضور نے فرمایا مذہب میں جو چیز زیادہ کام آتی ہے وہ دراصل دل کی نیکی اور سعادت ہے۔ چنانچہ حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں ؎

جس کی فطرت نیک ہے آئیگا وہ انجام کار

اس لحاظ سے میں امید رکھتا ہوں کہ وہ سرزمین جہاں ہم احمدیت کا بیج بونا چاہتے ہیں وہ زمین باصلاحیت ہے۔ بیج باصلاحیت ہے یا نہیں۔ یہ دوسرا پہلو ہے اور اس پہلو کی طرف میں جماعت کو خصوصیت کے ساتھ متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔

احباب جماعت آئرلینڈ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا ایک لمبے عرصے تک آپ لوگوں نے اس ملک میں اس طرح زندگی گزاری کہ ایک باقاعدہ نظام جماعت قائم نہیں تھا۔ اور اولاد کی تربیت کے سلسلے میں بھی نظامِ جماعت نے کوئی حصہ نہیں لیا۔ اس لئے مقامی جماعت کو انتظامی لحاظ سے بہت سی ایسی کوششیں کرنی ہوں گی کہ ہماری نوجوان نسلیں نہ صرف سنبھلیں بلکہ دین کے ساتھ ان کی ذاتی محبت پیدا ہو۔ اور نہ صرف یہ کہ وہ اپنا دفاع کر سکیں بلکہ احمدیت کے پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کا ایک ولولہ ان کے دل میں پیدا ہو جائے اگر یہ ہو جائے تو یہاں کی سرزمین خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ صلاحیت رکھتی ہے کہ جو اچھا بیج اس زمین میں بویا جائے وہ نشوونما پائے۔

حضور نے فرمایا آئرلینڈ میں میرے علم میں ابھی تک کوئی مرد تو ایسا نہیں جس نے احمدیت قبول کی ہو لیکن بعض خواتین ایسی ہیں جنہوں نے احمدیت کو قبول کیا ہے۔ ان میں سے دو کو مَیں ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ خدا کے فضل سے دونوں کا دینی معیار ایسا بلند تھا کہ مَیں اُس سے غیر معمولی طور پر متاثر ہوا۔ ان

باقی صفحہ ۷ پر

## الفضل، خالد اور مصباح پر مقدمے

### مکرم قاضی منیر احمد صاحب کو گرفتار کر لیا گیا

گذشتہ چند ایام میں روزنامہ الفضل سمیت جماعت احمدیہ کے دیگر جرائد و رسائل پر کئی مقدمات بنائے گئے ہیں ان میں یہ الزام مسلسل دوہرایا گیا ہے کہ احمدی خود کو مسلمان ظاہر کرتے ہیں اور تبلیغ کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ آرڈی ننس نمبر ۲۰ کی دفعات میں موجود ایک لفظ بھی احمدی رسالوں میں نہیں لکھا جا رہا۔ ربوہ کے مقامی حلقوں نے حکومت کے اس رویّے پر احتجاج کیا ہے کیونکہ یہ ساری کارروائی حکومت کے آزادیٔ صحافت کے دعووں کے بالکل برعکس ہے۔

مقدمات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

روزنامہ الفضل کے خلاف مولوی محمد اشرف ہمدانی ڈویژنل امیر مجلس تحفظ ختم نبوت فیصل آباد کی درخواست پر روزنامہ الفضل کے ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کے شمارے، احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر نمبر شائع کرنے پر مقدمہ درج کر کے الفضل کے پرنٹر مکرم قاضی منیر احمد صاحب مینیجر ضیاء الاسلام پریس ربوہ کو گرفتار کر لیا گیا ہے۔ جبکہ ایڈیٹر مولانا نسیم سیفی صاحب اور پبلشر مکرم مولانا مسعود احمد خان دہلوی صاحب نے عبوری ضمانت قبل از گرفتاری کروالی ہے۔

ایف آئی آر میں کہا گیا ہے کہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ جھنگ نے صد سالہ جشن کی تقریبات پر زیر دفعہ ۱۴۴ پابندی لگا رکھی ہے۔ جسکی خلاف ورزی کرتے ہوئے روزنامہ الفضل نے مورخہ ۲۵ مارچ ۱۹۸۹ء کو احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر نمبر ۱۹۸۹ شائع کر کے قادیانی مذہب کی تبلیغ کی ہے۔ اور صفحہ نمبر ۴ پر مرزا طاہر احمد امام جماعت احمدیہ کا خصوصی پیغام جس میں خطبہ میں پڑھی جانیوالی دعا عربی میں لکھی گئی ہے اور مرزا طاہر احمد کی رنگین تصویر پر انکے اردو میں دستخط موجود ہیں جس سے اپنے آپ کو مسلمان ثابت کیا ہے۔ اور صفحہ نمبر ۲۴ سے آگے حکیم نوردین، مرزا البشیر الدین محمود مرزا ناصر احمد قادیانی غیر مسلموں کی تصاویر کے نیچے نور اللہ مرقدہ لکھ کر مسلمان ظاہر کیا ہے، اور صفحہ نمبر ۴۷ تا ۵۳ پر بیت اللہ کی تاریخ قدیم کا مضمون حافظ مظفر احمد صاحب استاد جامعہ احمدیہ ربوہ کا شائع شدہ ہے جس میں خود کو مسلمان ثابت کیا گیا ہے جبکہ قادیانی قانون کی رُو سے غیر مسلم اقلیّت ہیں اسلئے حج بیت اللہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی حکومت سعودیہ کسی قادیانی غیر مسلم کو ویزا جاری کرتی ہے۔ الفضل کا احمدیہ صد سالہ جشنِ تشکر نمبر ۱۹۸۹ شائع کر کے قانون کی خلاف ورزی کی گئی ہے جس کا مقصد مسلمانوں کو گمراہ کر کے مرتد بنانا ہے۔ لہٰذا استدعا ہے کہ ملزمان کے خلاف زیر دفعہ ۲۹۸-c اور ۱۸۸ ت پ پرچہ درج کر کے انکو گرفتار کر کے جیل بھیجا جائے۔

دوسرا مقدمہ: دوسرا مقدمہ ماہنامہ مصباح پر کیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ ڈپٹی کمشنر جھنگ کی طرف سے درج کروایا گیا ہے کہ ماہنامہ مصباح کے

باقی صفحہ ۸ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: مسعود احمد پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ
قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۱ر شہادت ۱۳۶۸ش ۱۱ر اپریل ۱۹۸۹ء

# سیاحت کا فروغ

اگر ایک جگہ سے دوسری جگہ سیر کے لئے جانے کو سیاحت کی بنیاد مانا جائے تو کہا جا سکتا ہے کہ سیاحت کا ذوق اتنا ہی پرانا ہے جتنا انسان اس دنیا میں۔ لیکن آجکل سیاحت کا جس قدر زور ہے اور حکومتیں بھی جس طرح سیاحوں کی پذیرائی کرتی ہیں اور ان کی رہائش کا انتظام کرتی ہیں بلکہ سیاحت کے لئے نئے سے نئے مقامات تلاش کر کے نہ صرف انہیں سیاحت کے لئے تیار کرتی ہیں بلکہ شائد کروڑوں روپے صرف کر کے دنیا بھر کے سیاحوں کی توجہ اس طرح مبذول کرواتی ہیں۔

سیاحت کرنے والوں نے سیاحت کے اخراجات تو اکٹھے کئے ہی ہوتے ہیں۔ وہ یہ بات بھی مدنظر رکھتے ہیں کہ رہائش کی کہاں آسانی رہے گی اگر سیاحت کے لئے مقام تو اچھا ہو لیکن رہائش کا انتظام مناسب نہ ہو تو سیاحوں کی تعداد کم ہو جاتی ہے اس مشکل کا حل حضرت امام جماعت احمدیہ نے یوں فرمایا کہ گزشتہ ایام میں احباب جماعت کو اس طرف توجہ دلائی اور انہیں اس بات کی ترغیب دی کہ وہ سیاحوں کو اپنے مہمان سمجھ کر اپنے ہاں ٹھہرانے کا انتظام کریں۔ اور فرمایا کہ جو دوست ایسا کر سکتے ہیں۔ وہ زبان اور رہائش کی سہولت کے مدنظر جماعت کو مطلع کریں تاکہ مختلف ممالک کے سیاحوں کو اس آسانی سے آگاہ کیا جا سکے۔ مہمانی سے سیاح بھی خوش ہوں گے۔ اور میزبان بھی ایک دلچسپ تجربہ میں سے گزریں گے۔

حقیقت یہ ہے کہ سیاحت نہایت مفید شعبہ ہے۔ اس کو جتنا بھی فروغ دیا جا سکے اتنا ہی انسانوں کو ایک دوسرے کے قریب لانے کا موجب ہوگا اور واقفیت بلکہ دوستی بڑھے گی۔ حضور انور کے اس ارشاد کو ایک دفعہ پھر ہم احباب جماعت کے سامنے رکھتے ہیں۔

---

سو سال کے سفر نے مجھے تازہ دم کیا
ہر اک قدم پہ جھوٹ کی گردن کو خم کیا
جانچا کچھ اس طرح سے نشیب و فراز کو
ہر ایک غم کو مَیں نے مسرت میں ضم کیا

——— ابوالاقبال

---

روشنیوں سے روشن تر ہے اب ماحول ہمارا
دل سے ہمارے پھوٹ رہا ہے سورج، چاند، ستارہ

شیرینی کی بات ہی کیا ہے باتیں ہیں شیرینی
آپس میں بانٹی ہے سعادت دنیاوی اور دینی

دیگیں پک نہ سکیں تو کیا ہے، ہنڈیا اور پتیلی
چولہے پر جو چیز چڑھائی بنی وہ خوب رسیلی

بچوں نے جو لڈو چھوڑے ٹافی خوب اڑائی
ابُّو امّی بہنوں بھائیوں کو بھی خوب کھلائی

رنگ برنگے لے کے غبارے ہر چھت سے لٹکائے
اچھی اچھی تصویروں سے کمرے خوب سجائے

جنٹلمینوں جیسے کپڑے ٹوپی تلّے والی
پیسے پیسے بچوں کی قدرت نے کی رکھوالی

پھولوں کی رنگت میں شوخی اور خوشبو میں تیزی
سیر کو نکلے ملک، ٹوانے، خواجے اور گرویزی

اِک دوجے سے ہاتھ ملا کر سینے سے چمٹایا
اور ہدیہ تبریک کا دل سے نکلا دل میں آیا

یہ یادیں خوشیوں کی یادیں رہیں ہمیشہ تازہ
مستقبل کے چہرے پر یہ بن جائیں گی غازہ

مَیں نے کھاتے پیتے لکھتے پڑھتے وقت گزارا
اور نسیمؔ نئی صدی نے میرا نام پکارا

——— نسیمؔ سیفی ———

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ کی

# رُوح پرور مجلسِ عرفان

## اُدَباء شُعراء اور دانشوروں کے سوالات اور حضور ایدہ اللہ کے جوابات

موقبہ :۔ مکرم یوسف سلیم ملک صاحب ایم۔ اے

**دانشور منزل کی تلاش میں :۔** ایک دانشور نے کہا میں یہ دیکھ رہا ہوں اور ہم سب اس بات کو دیکھ رہے ہیں کہ مختلف اسلامی ممالک میں جتنی جتنی اسلام کی بات اُٹھ رہی ہے اتنے اتنے کچھ اختلافات اُٹھتے چلے جارہے ہیں۔ دوسری طرف مغرب میں مذاہب کے جتنے اختلافات تھے وہ ختم ہو کے اب لوگ ایک پلیٹ فارم پر اکٹھے ہو رہے ہیں۔ ذرا اس تضاد پر روشنی ڈال دیجئے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

حضور نے فرمایا تضاد تو ہے لیکن جب میں جواب عرض کروں گا تو آپ بھی مجھ سے اتفاق کریں گے کہ تضاد پہلے حصّہ میں ہی ہے۔ ان دو کے درمیان تضاد کا سوال نہیں۔ جب ہم کہتے ہیں کہ اسلام کی بات جوں جوں بڑھ رہی ہے تو دیکھنا یہ چاہیئے کہ آیا واقعتاً اسلام کی بات بڑھ بھی رہی ہے یا نہیں۔ کچھ اور بات تو نہیں ہو رہی اسلام کے نام پر۔ یہ تضاد ہے جس کی طرف میں اشارہ کر رہا ہوں۔ واقعہ یہ ہے کہ ہمارا نئے زمانہ کا جو مسلمان مفکر ہے جس نے پچھلے ایک سو سال کے اندر کام کیا ہے اس نے ایک بنیادی غلطی کی ہے اس نے اسلام کو مسلم قومیت کے ساتھ کنفیوز کر دیا ہے۔ وہ مسلم قومیت کو مدنظر رکھ کر قومیت کی بات اسلام کے نام پر کرتا ہے۔ اس طرح رفتہ رفتہ اسلام IDENTICAL (منسلک) ہو گیا قومیت کے ساتھ اسلئے جب اسلام کی بات سعودی عرب کرتا ہے تو سعودی قومیت کی بات کرتا ہے۔ جب ایران کرتا ہے تو ایرانی قومیت کی بات کرتا ہے۔ جب پاکستان کرتا ہے تو پتہ نہیں کس کی بات کرتا ہے تو قصّہ یہ ہے کہ جب اسلام ہے ہی نہیں ایک واہمہ آگے کھڑا کیا ہوا ہے۔ اس لئے دل تو سمجھتے ہیں کہ اصل بات کس کی ہو رہی ہے اور جس کی بات ہو رہی ہوتی ہے اس کے اندر دشمنیاں موجود ہیں اس کے اندر نفسانیت موجود ہے اس لئے نتیجہ وہی نکلے گا جو حقیقت ہے۔ نتیجہ سچائی پیدا کرتی ہے اس کا جھوٹا عنوان کبھی نتیجہ نہیں پیدا کرتا۔ آپ ویرانے کا نام بقول فیض احمد فیض اچھا سا رکھ لیں تو ویرانہ تو اچھا سا نہیں ہو جائے گا۔ یہ اندرونی تضاد ہے جس نے سارا ظلم پیدا کیا ہوا ہے مغرب میں بالکل اور صورتِ حال ہے۔ وہاں مذہب کے خلاف ایک بغاوت ہوئی۔ اس بغاوت کے نتیجہ میں لوگ ایک نئے دور میں داخل ہو گئے۔ اب جب وہ عیسائیت کی بات کرتے ہیں تو ان کے ذہن میں ایک قدر مشترک ہے۔ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اشتراکی دنیا کے خلاف اکٹھے ہونے کے لئے ایک وحدت ہے جس کی طرف ہمیں دوبارہ جانا چاہیئے اور اس کی کوئی تفصیل بیان نہیں کرتے جس سے جھگڑا پیدا ہو سکے۔

**قیامِ پاکستان کا جذبۂ محرکہ :۔** ایک اور دانشور نے کہا میرا سوال یہ ہے کہ ہم الگ الگ قومیتیں رکھنے کے باوجود ایک ملت ہیں یعنی پاکستان۔ ایران۔ سعودی عرب یہ الگ الگ قومیتیں ہیں مشرقی تصور کے لحاظ سے لیکن مذہبی لحاظ سے ایک ملت ہے تو اس ملت کے تصور پہ جو ایک وحدت پر منتج ہوتا ہے ہم کیوں زور نہیں دیتے۔

حضور نے فرمایا ملتیں وجود میں آتی ہیں اور پھر ایک ملت کا نام ہوتے ہوئے بھی وہ بکھر بھی جایا کرتی ہیں۔ ان کو دوبارہ مجتمع کرنے کے لئے قربانی کے دور میں سے گذرنا پڑتا ہے۔ اس کے بغیر دوبارہ ملتیں بنتی ہی نہیں ہیں۔ اب پاکستان کے قیام سے پہلے کی بات کریں۔ امرِ واقعہ یہ ہے کہ بظاہر ایک ملت کے نام پر ملک حاصل ہوا لیکن حقائق اس کے بالکل برعکس ہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ ایک قوم کے استبداد کے خوف سے ملک وجود میں آیا اور خوف جب تک رہے متحد کرنے والی طاقت UNITING FACTOR ہے جب وہ خوف دور ہو گیا تو متحد کرنے والی طاقت ہٹ گیا یعنی دو قسم کے اتحاد ہوتے ہیں ایک جیسے سیمنٹ سے جوڑ دیا جائے اور دوسرا باہر سے پیٹ لپاٹ کے رسی باندھ دیں تو پاکستان تو رسی باندھ کے بنایا گیا ہے وہ رسی ختم ہوئی اور پاکستان دوبارہ اسی حالت پر پہنچ گیا۔

**مشرقی پاکستان کی علیحدگی کی اصل وجہ :۔** اسی چیز نے پھر پاکستان توڑا بھی۔ میں جب مشرقی پاکستان گیا تو ان دنوں حکومت کی طرف سے پاکستان کی وحدت کا بڑا زبردست پراپیگنڈا ہو رہا تھا اور اتنا ہی شدید ردّ عمل پیدا ہو رہا تھا میں نے اپنے کچھ واقف کار دوستوں سے کہا یہ کیوں ظلم کر رہے ہو۔ یہ انسانی فطرت ہے جو حقیقت کو سمجھتی ہے۔ اب وہ بے شک اس کا تفصیلی تجزیہ نہ کر سکے اور یہ معلوم نہ کر سکے کہ اصل وجہ کیا ہے ہم کیوں یقین نہیں کرتے۔ لیکن دل یقین نہیں کریں گے آپ کی بات پہ۔ آپ ایک اور طرح سے ان کو سمجھائیں اور وہ ہے سچائی کا ذریعہ۔ چنانچہ یہ باتیں بڑی تفصیل سے خوندکر صاحب سے بھی اور شیخ مجیب صاحب سے بھی ہوئیں لیکن اس وقت بہت تاخیر ہو چکی تھی۔ بہرحال میں نے ان سے یہ کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ پاکستان کی آئیڈیالوجی ایک ایسا تصور ہے جس کو حقیقت کبھی نہیں ملی۔ عملاً ہم ہندو کے استبداد کے نتیجہ میں، ہندوستانیوں کے دوسرے حصے سے متنفر ہو کے ایک الگ ملک میں آئے اور اس کے نتیجہ میں ہم باہم اکٹھے ہوئے۔ آپ کو بھی وہی خوف ہے آپ ایک مزعومہ "استبداد" سے متنفر ہو کر الگ ہو رہے ہیں یہ دو ٹوک بات ہے اور انہوں نے اس کو تسلیم کیا کہ ہاں بالکل یہی شکل ہے۔ میں نے کہا ایک اور پہلو ہے جو آپ نہیں دیکھ رہے وہ یہ ہے کہ ہم نے ہندو کا ایک ایسا چہرہ دیکھا تھا جو غالب آکر سخت ظالم اور سفاک ہو جاتا ہے اور اس سے ہم بھاگے تھے۔ آپ ہندو کا وہ چہرہ دیکھ رہے ہیں جو کہ اس وقت مغلوب ہے اور اس کو آپ سے مطلب ہے اور اس کی وجہ سے آپ اس سے دھوکا کھا رہے ہیں اور جس کو (مغربی پاکستان کو) دشمن سمجھ رہے ہیں حقیقت میں وہ آپ کا دشمن نہیں ہے بلکہ دشمن وہ ہے جس کی گود میں آپ جانے والے ہیں اور پھر آپ پچھتائیں گے۔ میں نے مثال دی میں نے کہا میں یہاں کے حالات کو جانتا ہوں یہاں ہوتا یہ ہے کہ ایک مسلمان کو چابی دیتے ہیں تو وہ کھا جاتا ہے اور ایک ہندو کو دیتے ہیں تو امانت کا خیال رکھتا بھی ہے اور جب اپنے رشتہ داروں سے ملنے کے لئے کلکتہ جاتا ہے تو آپ کے لئے تحفہ بھی لے آتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جب اس کے ہاں بچہ پیدا ہو تو تب وہ آپ کو تحفہ دیتا ہے۔ جب آپ کے ہاں بچہ پیدا ہو تب وہ تحفہ دینے کے لئے حاضر ہوتا ہے۔ اور ساتھ ہی بنگالی بولتا ہے تو اتنی خوبصورت تصویر بن رہی ہے تو آپ حیران ہیں کہ ہمارا سر پھر گیا تھا ہم پنجابیوں سے جا کر ملے اور دوسروں سے جا کر ملے جب کہ یہ اتنے اچھے لوگ ہیں اور یہ خواہ مخواہ کا دھوکا ہے کیونکہ وہ نسل یا تو اُٹھ چکی ہے یا اس کا اثر ختم ہو چکا ہے ایک نئی نسل ہے جس نے صرف اسی حالت میں آنکھیں کھولی ہیں اس سے متاثر ہو کر آپ مغربی پاکستان سے بھاگ رہے ہیں۔

جب اتنی باتیں ہو جاتی تھیں تو پھر بات سننے کے مزاج میں آ جاتے تھے اور وہ میرے متعلق جان لیتے تھے کہ ہمیں دھوکہ نہیں دے رہا بالکل حقیقت بیان کر رہا ہے۔

## ملت کے فروغ کے لئے حقائق کا ادراک ضروری ہے:۔

میں نے ان سے کہا آپ جس "استبداد" سے بھاگ رہے ہیں وہ بھی ایک فرضی ہے اور میں آپ کو بتاتا ہوں کہ کیوں فرضی ہے بات یہ ہے کہ مغربی پاکستان اور مشرقی پاکستان (جو اس وقت تھا) ان دونوں کا STARTING POINT (نقطۂ آغاز) الگ الگ ہے ہم اس حال میں مغربی پاکستان میں آئے کہ یہاں پہلے سے انڈسٹری بھی فروغ پذیر تھی کچھ ایسے گھروندے تھے جنہوں نے انڈیا میں مقابلہ کر کے اپنا مقام بنایا ہوا تھا۔ آپ کے سامنے دروازے پر کلکتہ میں چنیوٹی کمیونٹی ہے جس نے آزاد تجارت میں مقابلہ کر کے اپنی جگہ بنائی ہوئی تھی۔ مشرقی پاکستان صرف خام مال کی سرزمین تھا اور خام مال بھی مغربی بنگال میں منتقل ہو جاتا تھا۔ کیونکہ ساری انڈسٹری وہاں تھی تو ہمارا زیرو پوائنٹ ایک نہیں ہے آپ نے بہت دیر میں ترقی شروع کی ہے اور پھر اس کے ہضم کرنے کے لئے ہاضمہ ابھی تک مضبوط نہیں ہوا۔ آپ جس چیز کو ناانصافی سمجھتے ہیں اس کا ایک بہت بڑا حصہ ایسا ہے جس میں آپ کا اپنا قصور ہے آپ آنکھیں کھولنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ مثلاً میں نے شیخ مجیب الرحمن صاحب سے کہا کہ آپ نے اپنی تقریر میں کہا تھا کہ بڑا ظلم ہوا ہے پانچ سالہ منصوبے میں ہمارے لئے جیوٹ کی کوئی انڈسٹری ہی نہیں رکھی ہوئی۔ میں نے ان سے کہا کہ واقعہ یہ ہے کہ آپ کے لئے جیوٹ کی ایک بڑی بھاری انڈسٹری کے لئے منصوبے میں حصہ موجود تھا جو انگلستان سے آنی تھی جب ان سے مطالبہ کیا گیا تو ان کا جواب یہ آیا کہ ہم نے چار سال پہلے جو مشینری بھیجی تھی وہ کھلنا کی بندرگاہ پر سڑ رہی ہے جب وہ لگ جائے تو اگلا مطالبہ کریں۔ میں نے کہا کہ آپ میں یہ طاقت نہیں ہے کہ جو آ چکا ہے اس کو ہضم کر سکیں اور مطالبہ آگے کرنا چاہتے ہیں۔ پھر میں نے ان کو یہ بھی کہا کہ آپ کے جو ماہرین اقتصادیات ہیں وہ FALLACY CREATE کر رہے ہیں اور وہ یہ کہ آپ سے کہتے ہیں کہ جی فری ایکسپورٹ ہے جیوٹ کی آمد مغربی پاکستان کھا رہا ہے اور وہ میجر دولت ہے میں نے کہا آپ یہ بھول جاتے ہیں کہ جو ہماری ایکسپورٹ کا POTENTIAL تھا مثلاً کپاس وہ آپ کی طرف منتقل ہو رہا ہے۔ اسی طرح چاول ہے جسے آپ بغیر ایکسچینج کے کھانے کے لے لیتے ہیں تو جیوٹ کے پیسے پر عملاً تو ہمارا حق بنتا ہے لیکن اس کے باوجود اس کا ایک بڑا حصہ آپ کو ملتا ہے تو ان واقعات سے پہلے جس سچائی کی ضرورت تھی اس کے بغیر آپ ان سے بات کرتے تو انہوں نے آپ کی بات سننی ہی نہیں تھی لیکن واقعات کو جب کھول کر بیان کیا تو اس مزاج میں آ گئے۔ یہ ہے حقیقتِ حال۔ ہماری قوم کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہو رہا ہے کہ...... ہم محض سلوگن میں زندہ ہیں جھوٹ کے تصور میں زندہ ہیں۔ حقائق میں ڈوبتے ہی نہیں لیڈرشپ میں یہ طاقت ہی نہیں کہ واقعات کو حقائق کے ساتھ بیان کر کے قوم کے سامنے رکھے۔ قوم بہت اچھی ہے اس میں اُبھرنے کی غیر معمولی قوتیں موجود ہیں لیکن ان بیچاروں کے ساتھ جھوٹ کا کھیل کھیلا جا رہا ہے۔

## قومی وحدت کے قیام کیلئے قرآن کے سنہری اصول:۔

ایک تیسرے اہل علم دوست نے کہا اچھا یہ بات تو ہو گئی کہ جذبۂ محرکہ خوف تھا میں آپ سے یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حقیقی اسلام میں قوموں کو ایک وحدت پر لا کھڑا کرنے کی طاقت ہے اور اگر ہے تو وہ کہاں سے سمجھی جائے اور کیسے۔

حضور نے فرمایا اس سوال کے حل کے لئے سب سے پہلے ایک بات پر یا اتفاق کرنا پڑے گا یا اختلاف کرنا پڑے گا۔ میرے نزدیک اسلامی حکومت کا ایسا کوئی تصور نہ قرآن کریم میں ہے نہ حدیث میں ہے جس میں مسلمان کہلانے والے قومی اختلافات کے باوجود ایک امت کے تابع اکٹھے ہوں اشارۃً بھی موجود نہیں بلکہ اس کے برعکس وضاحتیں موجود ہیں مثلاً قرآن کریم فرماتا ہے جب تمہارے اندر حکومتوں کے اختلاف پیدا ہو جائیں تو....... پھر ان کے درمیان صلح کرانے کی کوشش کرو اور اگر صلح نہ ہو سکے تو پھر باقی طاقتیں مل کر ایک کو جو غلطی پر ہے اس کو صلح پر مجبور کر دیں جس کا مطلب ہے کہ اسلام کے اندر رہتے ہوئے کئی حکومتیں ہو سکتی ہیں اور ہیں جو قومیتوں پر یا کسی اور بناء پر مبنی ہیں اور اس کے باوجود قرآن اسلام کے نام پر ایک حکومت بنانے کی دعوت نہیں دے رہا۔

اس پر انہوں نے کہا آپ کی یہ بات صحیح ہے کہ قرآن یہ دعوت نہیں دیتا کہ سب کا جغرافیہ ایک ہو باؤنڈری ایک ہو۔ باؤنڈری ان کی الگ الگ رہے بھلے! لیکن ان کا وسیع تر پالیسیوں میں اشتراک تو ہونا چاہیئے۔ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا اس کا دوسرا پہلو یہ ہے کہ اسلام کی قدر مشترک کیا ہے اسلام کی قدر مشترک کوئی طرز حکومت نہیں ہے بلکہ اسلام اس بات پر بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے کہ حکومت کس طرح کرنی ہے جہاں تک حکومت کی امانت اور اس کی تقسیم کا تعلق ہے وہ کس طرح کرنی ہے یہی سوال مجھ سے یورپ میں ہوا تھا کہ اسلام کی طرز حکومت کیا ہے ان معنوں میں کہ جمہوریت ہے یا بادشاہت ہے یا کوئی اور میں نے ان سے کہا کہ اسلام تو عالمگیر مذہب ہونے کا دعویٰ کرتا ہے یہ اگر ہر انسان کو ایک طرزِ حکومت پر ہانکنے کا دعویٰ کر دے تو اس کا یہ دعویٰ بالکل باطل ہو جائے گا۔ دوسری بات میں نے ان کے سامنے یہ رکھی کہ بظاہر ہم ایک زمانے میں بس رہے ہیں لیکن بیک وقت ایک دنیا کا انسان مختلف زمانوں میں بس رہا ہے آج پتھر کے زمانے کے لوگ بھی ہیں۔ آج فیوڈل زمانے کے لوگ بھی ہیں قوموں کی قومیں موجود ہیں اور ایڈوانس سٹیجز کے لوگ بھی ہیں۔ کچھ جمہوریت سیکھ رہے ہیں کچھ آگے نکل چکے ہیں تو مختلف صلاحیتوں اور مختلف ذہنی پختگی کے انسان بیک وقت ایک جگہ موجود ہیں ان کے متعلق آج سے چودہ سو سال پہلے اسلام یہ کس طرح کہہ دیتا کہ تمہاری طرز حکومت فلاں ہے اس کے لئے ہر انسان تیار نہیں۔ اسلام نے کیا بات کہی۔ اسلام نے کہا حکومت کی کوئی بھی طرز ہو حکومت فرائض کی ادائیگی میں ان باتوں کی پابند ہے اور ان پر وہ بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔ حقیقت میں سیکولرزم کا جو تصور قرآن اور اسلام میں ہے ویسا دنیا میں کہیں اور جگہ موجود نہیں قانون شہادت آپ دیکھ لیں۔ اسلام میں جہاں تک حکومتی فرائض کی ادائیگی کا تعلق ہے اس میں اشارۃً بھی کہیں مذہب کا نام نہیں آتا صرف انسان مخاطب ہے اور انصاف کے پورے تقاضے سامنے رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے........ دشمن قوم سے بھی ناانصافی نہیں کرنی کجا یہ کہ تم اپنے ملک کے شہری سے عدل کا سلوک نہ کرو۔

دوسرے قرآن کریم ایک حیرت انگیز بات بتاتا ہے کہتا ہے یہ تو ہیں دنیاوی معاملات۔ مذہب کی دشمنی بھی تمہیں اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ عدل کے تقاضے سے گری ہوئی کوئی بات ان سے کرو۔ چنانچہ فرماتا ہے کہ سب سے بڑا دکھ جو مسلمانوں کو پہنچ سکتا تھا وہ اس عبادت سے روکنے کے نتیجہ میں پیدا ہوا جو عبادتوں میں ایک معراج کا درجہ رکھتا ہے یعنی حج۔ اور اسی کا ذکر کرتا ہے کہ یہ بنا بھی کہ تمہیں حج سے روکا گیا ہے ان کے معاملات میں انصاف کے تقاضے پورے کرنے کی راہ میں حائل نہیں ہونی چاہیئے۔ ان سے بھی پورا انصاف کرو پھر جہاں تک دولت کی تقسیم کا تعلق ہے یا اقتصادی نظام کا تعلق ہے۔ وہ کلیتہً اس بات سے آزاد ہے کہ کوئی مسلم ہے یا غیر مسلم ہے اس کا کوئی ذکر نہیں ملتا۔ جہاں تک تجارت کا تعلق ہے یہ بھی اس بات سے کلیتہً آزاد ہے کہ کوئی مسلمان ہے یا نہیں ہے جہاں تک عہدیداری کا تعلق ہے یہ بھی اس بات سے کلیتہً آزاد ہے یہاں تک کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں آپ نے خود ایک ایرانی کو اپنا وزیر بنایا ہوا تھا۔ اس سے بڑی کلیدی آسامی اس زمانے میں اور کیا ہو سکتی تھی یعنی خلیفۃ المسلمین کا وزیر ایرانی ہے اور جو مالی نظام تھا وہ سارا آپ نے اس سے کروایا ہے اس کے برعکس قرآن کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غیروں کی مثال دیتا ہے کہ دیکھو فرعون میں بھی یہ حوصلہ تھا کہ اس نے اپنے خزانے حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کر دیئے تھے اس لئے کہ اسے اس بات کا یقین تھا کہ وہ عدل کریں گے۔ دونوں طرف کی مثالیں قرآن کریم نے دی ہیں یہ بڑا وسیع مضمون ہے اس وقت اس کے سارے پہلوؤں پر بحث نہیں ہو سکتی۔ بہر حال جہاں تک اس بات کا تعلق ہے کہ حکومت کس طرح چلانی ہے اس پر قرآن کریم بڑی تفصیل سے روشنی ڈالتا ہے۔ اگر جمہوری حکومت اس طرح نہیں چلتی تو غیر اسلامی ہو جائے گی اگر بادشاہی اس طرح چلتی ہے تو بادشاہ بیچارے سے کم تر نوکر اور کون ہو سکتا ہے جس کو فرائض کی ادائیگی پر اختیار ہی کوئی نہیں اس نے لازماً بندھے بندھائے یہ کام کرنے ہیں یہ ہے طرزِ حکومت اور یہ ہے وحدت۔ یہ طرز حکومت جہاں بھی قائم ہوگی وحدت اپنے آپ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔

### مذہب کا خلاصہ سچائی ہے:۔

اس پر ایک دانشور بے اختیار بول اٹھے کہ پھر تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ریاست تو ہے لیکن اسلامی ریاست نہیں اور ریاست کا کام اگر معروضی طور پر دیکھا جائے یعنی جس امانت کا اس نے خیال رکھنا ہے اور دولت کی تقسیم جو اس نے کرنی ہے اور ریاست کے فرائض جو اس نے ادا کرنے ہیں تو اس لحاظ سے تو پھر امریکی یا برطانوی حکومت کو بھی اسلامی حکومت کہا جا سکتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا یہ ممکن ہے کہ بظاہر ایک غیر اسلامی حکومت طرز حکومت میں اسلام کے قریب تر ہو یہ بالکل ممکن ہے۔ چنانچہ برطانوی جمہوریت جنگِ عظیم دوم کے دنوں میں اسلام کے قریب تر آگئی تھی جب چرچل نے وہ زائد حقوق یعنی مشورہ کے باوجود فیصلے کے اختیارات مانگ لئے جو خلافت کو عطا ہوتے ہیں۔ تو وہ وقت ایسا تھا ماڈرن ہسٹری میں جبکہ اسلام کے قریب تر ایک حکومت موجود تھی حالانکہ وہ غیر مسلم حکومت تھی لیکن اس نے اس سے استفادہ کیا۔ اصل میں سچائی کا یہی حُسن ہوتا ہے۔ سچائی کے جس حصے سے آپ قریب تر ہوں گے آپ کو فائدہ پہنچے گا سچائی، سچائی ہے اس کا کوئی مذہب نہیں ہے اور مذہب کا خلاصہ سچائی ہے۔"

---

# احمدیت کی دوسری صدی اور احمدی عورتوں کی ذمہ داریاں

از محترمہ رقیہ شمیم بشریٰ صاحبہ۔ اہلیہ مکرم کرم الٰہی ظفر صاحب

۲۳ مارچ وہ مبارک دن ہے جس میں جماعت احمدیہ پر ایک صدی کا اختتام اور دوسری صدی کا آغاز ہو رہا ہے۔ اس آغاز کو اللہ تعالیٰ ہم سب کے لئے جماعت احمدیہ کے لئے بہت مبارک فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کے منشاء کے مطابق ۲۳ مارچ ۱۸۸۹ء میں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے لدھیانہ کے مقام پر پہلی بیعت لی اور خدا تعالیٰ نے اپنی جماعت کی بنیاد قائم فرما دی۔ پہلے دن چالیس افراد نے بیعت کی۔ اس پر آج سو سال کا عرصہ گزر چکا ہے۔ احمدیت ایک مضبوط تناور درخت کی صورت اختیار کر چکی ہے۔ جس کی شاخیں دنیا کے ہر ملک و دیار میں پھیل چکی ہیں۔ روحانی مُردے زندہ ہو گئے۔ نفوس پاک ہو گئے۔ جماعت احمدیہ اپنے پاک اور نیک نمونہ سے لوگوں کو نیکی اور راستبازی کا نمونہ پیش کرتی ہے۔ برائیوں اور بدیوں سے روکتی ہے۔ سلسلہ احمدیہ پر ہر روز خدا تعالیٰ کی بے حد برکات فضل اور رحمتیں ہر لمحہ نازل ہو رہی ہیں۔ ہمیں چاہیئے اپنی تضرعانہ دعاؤں، صاف دلی نیک نیتی اور توجہ سے احمدیت کے پیغام کو ساری دنیا تک پہنچا دیں۔ تا ساری دنیا خدا تعالیٰ کے نور سے منور اور روشن ہو جائے۔

اس سلسلہ میں ہم احمدی مستورات پر جو ذمہ داریاں عائد ہوتی ہیں اس کے لئے حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اقتباسات حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ اور آپ کے جانشین کرام کے ارشادات ہمارے لئے مشعلِ راہ ہیں۔ آج کل حضور اقدس ایدہ اللہ خطباتِ جمعہ میں توجہ دلاتے رہتے ہیں۔ ہمیں چاہیئے کہ ان خطبات کو توجہ سے سن کر اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کریں۔

احمدی معاشرہ کے ساتھ عورتوں کا صرف آئندہ نسل کے ساتھ تعلق ہی نہیں بلکہ موجودہ معاشرے کے ساتھ آدھے دھڑ کا تعلق ہے اگر یہ دھڑ صحت مند ہے تو گاڑی صحت و سلامتی کے ساتھ چلے گی۔ ورنہ نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اس بیوی پر ہو جو صبح نماز کے لئے اُٹھے اور خاوند کے منہ پر پانی کی بچھوہار ڈالے تاکہ وہ بھی نماز کے لئے جاگے اور اُٹھ کر نماز ادا کرے۔

اولاد کی تربیت کے بارہ میں قدرت ثانیہ کے تیسرے مظہر نے فرمایا ہے کہ بچے ماں کی تصویر ہوتے ہیں یہ نہیں فرمایا کہ باپ کی تصویر ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ بچہ بچپن میں ماں کی گود میں پرورش پاتا ہے۔ ماں کے خیالات اور عمل کو گہری نظر سے دیکھتے ہوئے سب باتیں از خود سیکھتا جاتا ہے۔ پس اس نقطہ نظر سے یہ بات کس قدر اہمیت رکھتی ہے کہ بچے کی تربیت کے لئے پہلا قدم ماں باپ کو اپنی اصلاح کرنا ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ ہمارے بچے اچھے نیک اخلاق کے مالک ہوں۔ ان میں سچ بولنے کی عادت ہو، دیانت اور امانت پائی جائے۔ تو سب سے پہلے خود عمل کرنا ہوگا ورنہ خالی باتوں اور نصیحتوں کا کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ بلکہ الٹا ماں کا اعتماد ہی اُٹھ جائے گا۔ پس بچے کی تربیت کا پہلا اسکول ماں کی گود ہے۔ حضور اقدس نے فرمایا ہے کہ بچے کے ساتھ مذاق میں بھی کبھی جھوٹ نہ بولا جائے تاکہ سچ کی عادت جڑ پکڑ جائے۔

پس ضروری ہے کہ گھر کی چاردیواری کے اندر ماں باپ اور تمام گھر کے افراد آپس میں اخلاق اور عزت سے پیش آئیں۔ اللہ تعالیٰ کے تمام حکموں کی عزت احترام اور اس پر عمل پیرا ہونے کی کوشش نظر آنی چاہیئے۔ ورنہ یہ حقیقت ہے کہ جن گھروں میں لڑائی جھگڑا۔ اور آپس میں بدتمیزی سے بات کرنے کی عادت ہو وہاں یقیناً بچے بداخلاق اور بدمزاج بن جاتے ہیں۔

پس ہمیں دعا کرنی چاہیئے کہ اپنے پیارے امام ایدہ اللہ تعالیٰ کے ارشاد مبارک کے مطابق اپنی کمزوریوں کی گٹھڑیوں کو پیچھے پھینکتے ہوئے ہلکے پھلکے بدن کے ساتھ نئی صدی میں داخل ہو رہے ہوں۔ حضور جس مقام پر جماعت کو دیکھنا چاہتے ہیں اس مقام تک پہنچنے کی توفیق پائیں۔ نیز یہ کہ اپنی کمزوریوں کو انسان اس نظر سے دیکھے گویا جیسے کوئی شدید دشمن دیکھتا ہے اس طرح اگر ہم اپنی کمزوریوں پر نظر رکھیں گی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اصلاح آسان ہو سکتی ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے اور ہم اپنی آئندہ نسلوں کی تربیت اس رنگ میں کرنے کی توفیق پائیں۔ کہ وہ عظیم لیڈرشپ کے اہل بن سکیں۔ لیکن اس کے لئے ماؤں کو دعا کے ساتھ اپنی اپنے ماحول۔ اپنے گھر کی اصلاح کی طرف توجہ کرنا اشد ضروری ہے۔ خدا تعالیٰ اس کی توفیق دے۔

یہ بھی کوشش کرنی چاہیئے کہ بچے کو ضد کرنے کی عادت نہ پڑے۔ اگر ضد کرتا ہو تو اس کا خیال بدل دینا چاہیئے اور ضد پوری نہیں کرنی چاہیئے۔ ورنہ اس کو عادت پڑ جائے گی۔ ضد کر کے اپنی ہر بات منوائے گا۔ بجائے اس کے کہ وہ ماں باپ کا فرمانبردار ہو اور اطاعت گزار بچہ بنے ماں باپ کو اپنے پیچھے لگائے رکھے گا۔ پھر اس کا نقصان تو ظاہر باہر ہے۔

---

## صدقات تقدیر کو بدل دیتے ہیں

## فضل عمر ہسپتال کے نادار مریضوں کیلئے صدقہ کی تحریک

حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں:۔

"اگر کوئی تقدیر معلق ہو تو دعا اور صدقات اس کو ٹلا دیتے ہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اس تقدیر کو بدل دیتا ہے۔"

فضل عمر ہسپتال خدمت خلق کی قابلِ رشک تاریخ کا مالک ہے۔ ہزاروں لوگ یہاں احباب کرام کے عطیات سے مفت شفا پاتے ہیں۔ اس ہسپتال کے مستحق مریضوں کے لئے صدقہ کی رقوم ارسال فرما کر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں۔

(ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## صحتِ جسمانی

# موسم، لباس اور خوراک

مکرم میجر ریٹائرڈ ڈاکٹر منیر احمد خالد۔ کوئٹہ

موسم تبدیل ہوتا رہتا ہے کبھی کڑکے کی سردی ہے۔ کبھی بہار۔ کبھی سخت گرمی اور کبھی برسات ہے۔ اور اس لحاظ سے ہمارا لباس بھی بدلتا رہتا ہے۔ لباس کا اصل مقصد تو جسم کو موسم کے اثرات سے محفوظ رکھنا ہے اس کے علاوہ یہ زینت کا باعث بھی بنتا ہے لیکن اکثر دیکھا گیا ہے کہ لباس کا اصل مقصد تو فراموش کر دیا جاتا ہے اور صرف زینت یا فیشن کو ہی مدِ نظر رکھا جاتا ہے اور اس طرح سردی اور گرمی مضر اثرات اعضائے جسم پر اثر انداز ہو کر بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔

اکثر افراد جن میں خواتین خاص طور پر اور نوجوان بالعموم شامل ہیں۔ کو یہ معلوم ہی نہیں کہ ان کی علالت کا اکثر سبب موسم کے مطابق نامناسب لباس کا استعمال ہے۔ یہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ جب سردی کا موسم شروع ہو جاتا ہے تو باریک اور پتلے کپڑے استعمال میں چلتے رہتے ہیں۔ بعض نوجوان لڑکے پتلی سی قمیض پہن کر بٹن کھول کر چھاتی ننگی کرکے موٹر سائیکل پر تیزی سے گھومتے نظر آتے ہیں۔ اور پھر بیماری کا شکار ہو جاتے ہیں۔ حالانکہ ایسے موسم میں موٹے کپڑوں پر سویٹر یا واسکٹ پہننا صحت کو بحال رکھنے کے لئے ضروری ہے۔

اسی طرح جب گرمیوں کی آمد آمد ہوتی ہے جیسا کہ فروری کے آخیر اور ماہِ مارچ میں ہوتا ہے۔ فوراً ہی ایسا لباس پہننا شروع کر دیتے ہیں جو بھر گرمی میں پہننا چاہیئے اور اس طرح اپنے جسم کو موسم کے مضر اثرات اور ان کے نتیجہ میں پیدا ہونے والی بیماریوں کو دعوت دیتے ہیں۔ اور نزلہ۔ زکام گلے کی خرابی۔ سردرد بخار جیسے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ سخت سردی اور سخت گرمی ہمارے جسم کے مختلف اعضاء پر اثر انداز ہوتی ہے۔ مثلاً سخت سردی معدہ گردے جگر کے فعل کی خرابی کا باعث بنتی ہے۔ ہارمونز میں بعض تبدیلیوں کی وجہ سے صحت پر مضر اثر پڑتا ہے اسی طرح دل خون اور سانس کی آمدورفت بھی متاثر ہوتے ہیں۔ اسی طرح سخت گرمی میں پسینہ کی زیادتی اور لُو لگ جانے سے جسم کے بعض اعضاء متاثر ہوتے ہیں۔ لباس ہمیشہ موسم کے لحاظ سے پہننا چاہیئے مثلاً موسم گرما میں بالعموم ڈھیلے ڈھالے ہلکے وزن اور ہلکے رنگ کے سوتی کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ جو جسم کو ڈھیلے ڈھالے طور پر ڈھانپ لیں بعض لوگوں کا یہ خیال کہ صرف انڈرویئر (ایک جانگیہ اور بنیان) گرمیوں میں ٹھنڈک پہنچائے گی درست نہیں ہے۔ سورج کی شعاعیں براہ راست جسم پر پڑنی ٹھیک نہیں۔ یہ درست ہے کہ اندرون خانہ یا شام کے وقت باہر ہلکا لباس استعمال کیا جائے اس طرح جسم کے کھلے حصّہ سے گرمی خارج ہو جائے گی اور گرمی کا احساس کم ہو جائے گا۔ اس غرض کے لئے پاؤں میں کھلے سینڈل یا چپل پہننے چاہئیں ہلکے رنگ کی آدھی بازوؤں والی اور کھلے گلے والی قمیض استعمال کرنی چاہیئے جب اندرون خانہ ہوں تو کوشش کرنی چاہیئے کہ کرسی کی پشت سے لگ کر اور ٹانگ پر ٹانگ رکھ کر نہ بیٹھیں نائیلون کے کپڑے پسینہ جذب نہیں کرتے اس لئے گرمی کے موسم میں حتی المقدور سوتی کپڑے استعمال کرنے چاہئیں۔ سر کا لباس بھی ٹوپی وغیرہ کی صورت میں ضروری ہے۔ خاص طور پر گھر سے باہر۔

غذا کے بارے میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ کھانا جس قدر بھاری مرغن اور ثقیل ہو گا اسی قدر جسم کو زیادہ کام کرنا پڑے گا اور اسی قدر جسم میں گرمی پیدا ہو گی۔ اس لئے اس قسم کی خوراک سردی میں تو استعمال کی جا سکتی ہے۔ اپنے جسم کی صحت کے لحاظ سے لیکن گرمی کے موسم میں خوراک ہلکی ہو۔ زود ہضم ہو۔ جس میں سبزیاں دالیں اور پھل وغیرہ بکثرت ہوں۔ پانی بکثرت اور بغیر پیاس کے پینا چاہیئے۔ چونکہ پسینہ کے ذریعے بہت سا پانی جسم سے خارج ہو جاتا ہے اس لئے اس کی گرمیوں میں بہت ضرورت ہوتی ہے۔

موسم کے لحاظ سے اگر لباس اور خوراک مناسب استعمال کی جائے تو ان بہت سی تکالیف سے انسان بچ جاتا ہے۔

# پرانی یادیں

مکرم ڈاکٹر محمد حفیظ خان سابق میڈیکل آفیسر جوارا، گیمبیا

ایک شام گیمبیا کے ایک گاؤں میں احمدیوں نے ایک جلسہ کرنا تھا جب ہم وہاں پر پہنچے تو گاؤں کے ایک افریقن دینی عالم جو انگریزی بھی جانتے تھے آگ کے الاؤ کی روشنی میں رات کے وقت گاؤں کے بچوں کو قرآن کریم پڑھا رہے تھے۔ چونکہ جلسہ شروع ہونے میں ابھی دیر تھی اس لئے ان سے گفتگو ہونے لگی۔ دوران گفتگو انہوں نے کہا کہ بچوں کو کوئی بات بتلائیں۔

میں نے ان کو اپنے خسر حضرت مرزا برکت علی صاحب کا ایک واقعہ بتلایا جس کا ترجمہ وہ اپنی زبان میں کرتے گئے۔

"راقم نے بتایا کہ حضرت مرزا برکت علی صاحب ایک دفعہ ایسے علاقہ میں تھے جہاں لوگوں کو زبردستی ہندو بنایا جا رہا تھا۔ مرزا صاحب ان کو سمجھاتے رہتے تھے۔ ایک دن وہ ایک ہندو کسان کے پاس اس کے کھیت میں چارپائی پر بیٹھے تھے۔ دوران گفتگو اس نے کہا میاں جی اگر اللہ ہے تو میں دیکھنا چاہتا ہوں اس پر انہوں نے کھیت سے ایک مٹی کا ڈھیلا اُٹھا لیا اور اس ہندو کو کہا کہ بتاؤ اس کا ذائقہ کیا ہے۔ بولا مٹی جیسا۔ پھر انہوں نے کہا اس کو سونگھو۔ اس نے سونگھ کر بتایا مٹی کی خوشبو ہے۔ پھر بولے بتاؤ اس مٹی سے کیا کیا پیدا ہوتا ہے۔ اس نے کہا تمام اشیاء۔ میٹھی، کھٹی، کڑوی ہر طرح کے پھل، پھول اور انسانی اور حیوانی خوراک کے پودے، سالوں پرانے درخت۔ انہوں نے کہا یہ تمام چیزیں اس مٹی کے ڈھیلے کے کس حصّہ سے پیدا ہوتی ہیں۔ وہ بولا یہ تو میں نہیں جانتا۔ اس پر مرزا صاحب نے اس ہندو سے دریافت کیا کہ کبھی سوتے میں خواب دیکھی ہے کہنے لگا ہاں۔ کبھی خواب میں سفر بھی کیا ہے۔ نظارے بھی کئے ہیں۔ وہ کہنے لگا میں تو سویا ہوتا ہوں اور اسی دوران سب ہو جاتا ہے۔ اور جسمانی اعضاء کام نہیں کرتے اس پر انہوں نے اس کو سمجھایا کہ یہ روحانی اعضاء کام کرتے ہیں اور یہ روحانی جسم تمام نظارے کرتا ہے۔ اور یہ روحانی آنکھ ہی خدا کو دیکھ سکتی ہے۔ اور اس کو کہا کہ یہ دنیاوی آنکھ جو کہ مٹی کے ایک ڈھیلا سے یہ معلوم نہیں کر سکتی کہ اس کے کس حصّہ سے نمو ہوتی اور تمام درخت پھل پھول وغیرہ پیدا ہوتے ہیں کیونکہ یہ بہت کمزور آنکھ ہے یہ روحانی آنکھ ہی ہے جس سے اللہ تعالیٰ کے نیک بندے سب کچھ دیکھ لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اپنے روحانی اور پاکباز بندوں کی راہ نمائی فرماتا ہے۔ اور انبیاء لوگوں میں خدا تعالیٰ کی ذات اور اس کی لامحدود قدرتوں کا ادراک پیدا کرتے ہیں اور اس کے ماننے والے اپنی روحانی آنکھ سے قدرت نمائی کے ان گنت جلوے دیکھ لیتے ہیں۔ اور یہ جلوے اس ذات بابرکات کے ہونے کا ثبوت ہیں۔

یہ دلچسپ اور عجیب باتیں سن کر وہ دینی عالم اور سارے بچے بڑے متحیر ہوئے اور میں نے دیکھا ان کے چہرے اس لئے علم سے خوشی سے تمتما رہے تھے کیونکہ انہوں نے اس قسم کی باتیں پہلے کبھی نہ سنی تھیں۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے خاکسار کو اس اندھیری رات میں افریقہ کے جنگلوں میں اللہ تعالیٰ کی قدرت نمائی کی بات کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ جس سے سننے والوں کے دلوں میں روشنی کی کرن چمکی۔ اب تو خدا کے فضل سے یہ روشنی اس ملک کے گوشہ گوشہ میں سیلاب کی طرح پھیل رہی ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

## بقیہ:- خلاصہ خطبہ

کی اولاد میں بھی خدا کے فضل سے سلسلے کے ساتھ غیر معمولی اخلاص کے آثار نظر آتے تھے اگر یہاں کی بعض خواتین احمدیت قبول کرنے کے بعد تیزی سے دینی اقدار میں ترقی کر سکتی ہیں تو یہاں کے مردوں میں بھی یقیناً یہ جوہر موجود ہوگا۔ صرف رابطے کی ضرورت ہے۔ اور میرے آنے کے نتیجے میں اخبارات میں جو احمدیت کے ذکر چلیں گے اور چل چکے ہیں ان سے استفادہ کرنے کی ضرورت ہے اس لئے یہ نہ ہو کہ میرے جانے کے بعد آپ کی چھوٹی سی جماعت اسی لطف میں مگن رہے کہ چھوٹی سی جماعت ہے۔ لیکن اس کے باوجود خدا تعالیٰ نے اتنا بڑا فضل فرمایا۔ یہ فضل اس نوعیت کا فضل ہے جس کے نتیجے میں آپ کو آگے بڑھنے کی قوت عطا ہوتی ہے اور بہت سے لوگ آپ کی بات سننے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ اس لئے ان لوگوں سے رابطہ قائم کرنے کی سکیمیں بنائی جائیں۔ اس سلسلے میں سب سے پہلی بات تو یہ ہے کہ ساری دنیا میں ہم غیر از جماعت دنیا سے رابطہ پیدا کرنے کی جو اسکیمیں بنا چکے ہیں ان سے یہاں بھی فائدہ اٹھانا چاہیئے۔ چنانچہ انگلستان میں وسیع پیمانے پر شائع ہونے والے لٹریچر سے بہت حد تک یہاں بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے وہ سب تیاریاں مکمل ہیں جن کی آپ کو ضرورت ہے۔ ایسا لٹریچر بھی موجود ہے جو غیر معمولی طور پر وسعت کے ساتھ نئے زمانوں کے مسائل کو حل کرنے والا ہے۔ صرف اب آپ لوگوں کو اپنی ہمت جوان کرنے، عزم بلند کرنے اور نیک ارادے باندھنے کی ضرورت ہے اور یہ ضرورت دعاؤں کی مدد کے ساتھ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت عمدگی سے پوری ہو سکتی ہے تو آغاز کی بات ہے۔ آغاز آپ کر دیں اور انجام خدا تعالیٰ کے سپرد کریں۔ بس میں امید رکھتا ہوں کہ یہاں کی جماعت صد سالہ جوبلی کے پروگراموں سے استفادہ کرتے ہوئے اور اس خصوصی سال کے پروگراموں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہ کام شروع کر دے گی جو آج سے دسیوں سال پہلے تک یہاں رہنے کے باوجود وہ نہیں کر سکی۔ اس افتتاح کو جو میں آج کر رہا ہوں اس کو رسمی افتتاح نہ رہنے دیں بلکہ ٹھوس اور ایک حقیقی افتتاح بنا دیں۔

حضور نے فرمایا اس ضمن میں باقی دنیا کی جماعتوں سے بھی میں یہ گزارش کرنی چاہتا ہوں کہ احمدیت کی دوسری صدی کا یہ پہلا سال غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے۔ اور یہ ایسے جشن نہیں جن کو منا کر پیچھے چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ ایسے جشن ہیں جن کا گہرا اثر آئندہ پوری صدی پر پڑنا ہے۔ اس لئے یہ خیال دل سے نکال دیں کہ ۲۳ مارچ اور اس کے ارد گرد چند ایام ہی جشن کے ایام تھے۔ ہمارا سارا کام تو اس سال پر آگے پھیلا پڑا ہے بیحد کام ہیں جو جماعت کو اس جشن منانے کے سلسلے میں پورے کرنے ہیں۔ مثلاً لٹریچر کے سلسلے میں ایک پروگرام تو یہ ہے کہ ہم مختلف کتب کے میلوں میں ان کی نمائش کریں اور ایک ہے مستقل نمائش۔ یعنی جہاں جہاں جماعت کو اللہ تعالیٰ نے توفیق دی ہے وہاں بڑے ہال تعمیر کر کے یا بڑی بڑی عمارتیں سال بھر کے لئے کرائے پر لے کر ان میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اس سارے لٹریچر کی نمائش کا انتظام ہے اور یہ جہاں جہاں ہوگی اس کے بڑے نیک اثرات مترتب ہوں گے لیکن کام صرف اس حد تک ہی ختم نہیں ہوگا۔ ۱۱۸ کے لگ بھگ زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم اور منتخب آیات قرآنیہ کے تراجم۔ احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کے تراجم اور اقتباسات حضرت بانی سلسلہ کے تراجم پر مشتمل بکثرت ایسا لٹریچر شائع کیا گیا ہے جسے تقسیم کروانا ہے تقسیم کروانے کا انتظام اس ایک سال کے اندر مکمل ہونا ہے۔

حضور نے فرمایا تقسیم لٹریچر کا کام جماعتیں دو طرح سے کر سکتی ہیں۔ یا تو ڈاک کے ذریعہ بھجوا دیں یا رابطے قائم کر کے خود لٹریچر پیش کریں، ڈاک میں ایک نقصان یہ ہوتا ہے کہ آپ کو کوئی سمجھ نہیں آئے گی کہ اس لٹریچر کا کیا بنا۔ لیکن اگر ہماری جماعتیں محنت کریں اور تقسیم کار کر کے حکمت اور تفصیل کے ساتھ ایسا پروگرام بنائیں کہ علاقہ علاقہ اس لٹریچر کو ذاتی طور پر پیش کیا جائے تو اس کے بہت اچھے نتائج نکلیں گے۔

حضور نے فرمایا اس سلسلے میں کچھ دقتیں بھی ہو سکتی ہیں لیکن جہاں کام میں دقتیں ہوں وہاں منصوبہ بندی ضروری ہے اور یہ منصوبہ ایسا نہیں جو مرکز سے بنا کر مختلف جماعتوں کو بھجوایا جائے۔ بلکہ اپنے حالات کے مطابق سوسائٹی کے ردّ عمل کو ملحوظ رکھتے ہوئے اور وہ ذرائع سوچتے ہوئے جو بہترین رنگ میں کسی سوسائٹی میں قبولیت اختیار کر سکیں گے آپ اپنے منصوبے کو مقامی طور پر بنائیں۔ اور ہمیشہ یہ مقصود پیش نظر رہے کہ ہم نے سوسائٹی کے ہر حصے میں نفوذ کرنا ہے۔ طالب علموں، دانش وروں، اخبار نویسوں، وکلاء، تاجروں، سیاستدانوں، زمینداروں صنعتکاروں، لیبر اور مالکان اور جتنے بھی دوسرے انسانی تعلقات آپ کو دکھائی دیتے ہیں ان سب تک اس سال میں آئندہ صدی کے لئے بیج بو دینے ہیں۔ یہ اہمیت ہے اس کو اس لئے جتنے زیادہ سے زیادہ طبقات اور زمینیں آپ پیش نظر رکھیں گے اور جتنا حکمت کے ساتھ وہاں احمدیت کا بیج بوئیں گے اتنا ہی زیادہ پھل اگلی صدی میں پیدا ہوگا پس پرانی بنیادوں پہ استوار عمارتوں کو بلند کرنا اور نئی بنیادوں کو مضبوطی کے ساتھ قائم کرنا اور ان پر نئی عمارتیں بنانا۔ اور ان نئی عمارتوں کا آغاز کرنا ہمارا کام ہے۔ میں امید رکھتا ہوں کہ دنیا بھر کی جماعتیں اس پروگرام کو بڑی لگن اور ذاتی تعلق اور جذبے کے ساتھ ادا کرنے کی کوشش کریں گی۔ ہر ملک کا کام اب یہ ہے کہ اپنے ملک میں وہ تمام سوسائٹی میں نفوذ کرے اور آئندہ صدی کے لئے احمدیت میں دلچسپی کے ایسے دروازے کھول دے جن کے رستے سے جوق در جوق قومیں دین حق میں داخل ہونا شروع ہوں۔

حضور نے آخر پر فرمایا میں یہاں آنے پر بہت خوش ہوں یہاں کی جماعت چھوٹی ہے لیکن آثار یہ دکھائی دے رہے ہیں کہ ان میں نفوذ پیدا کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ایک شہر طیب ہو اور اچھے لوگوں پر مشتمل ہو تو ہمیشہ ربّ اس شہر پر غفور ہو جایا کرتا ہے۔ ایسے شہر کے لئے غضبناک خدا کا کوئی تصور نہیں۔ پس خدا کرے کہ اس علاقے کے لئے ربّ غفور اپنے جلوے دکھائے اور رحمتوں سے اس نے ہمیں نوازا ہے انہیں اور چمکائے اور اس علاقے میں کثرت کے ساتھ دین کے پھیلانے کے سامان پیدا فرمائے۔

## وصایا

ضروری نوٹ: مندرجہ ذیل وصایا مجلس کارپرداز کی منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جارہی ہیں کہ اگر کسی شخص کو ان وصایا میں سے کسی کے متعلق یا کسی جہت سے کوئی اعتراض ہو تو دفتر بہشتی مقبرہ کو پندرہ یوم کے اندر اندر تحریری طور پر ضروری تفصیل سے آگاہ فرمائیں

سیکرٹری مجلس کارپرداز۔ ربوہ

**مسل نمبر ۲۶۸۹۱** - میں امتہ المتین خان زوجہ چوہدری کوملبس خان قوم قریشی پیشہ خانہ داری عمر ۴۰ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ۲۵/۴۲ دارالعلوم شرقی ربوہ حال مغربی جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۱-۹-۸۶ میں وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان ۲۵/۴۲ دارالعلوم شرقی ربوہ مالیتی -/۱۸۰۰ روپے (۲) حق مہر دو ہزار روپے بذمہ خاوند اس وقت مجھے مبلغ -/۳۰۹ مارک ماہوار بصورت الاؤنس مل رہے ہیں۔ میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتی رہوں گی اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتی رہوں گی اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔

الامۃ۔ امتہ المتین خان زوجہ چوہدری کوملبس خان دارالعلوم شرقی ربوہ حال مغربی جرمنی۔ گواہ شد نمبر۱۔ چوہدری کوملبس خان خاوند موصیہ۔ گواہ شد نمبر۲۔ سلیم احمد طور مغربی جرمنی۔

**مسل نمبر ۲۶۸۹۲** - میں محمود احمد ولد محمد انور صاحب قوم بٹ پیشہ ملازمت عمر ۵۲ سال بیعت پیدائشی احمدی ساکن ناصر آباد ربوہ حال مغربی جرمنی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۷-۵-۸۸ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کر دی گئی ہے (۱) مکان واقع ناصر آباد ربوہ مالیتی ایک لاکھ روپے (۲) تین عدد پلاٹ ہر ایک کا رقبہ ۱۰ مرلہ مالیتی ستر ہزار روپے کل جائیداد -/۱۷۰،۰۰۰ روپے اس وقت مجھے مبلغ -/۲۰۰۰ DM ماہوار بصورت ملازمت مل رہے ہیں میں تا زیست اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی ۱/۱۰ حصہ داخل صدر انجمن احمدیہ کرتا رہوں گا اور اگر اس کے بعد کوئی جائیداد یا آمد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو کرتا رہوں گا اور اس پر بھی وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے منظور فرمائی جائے۔ العبد محمود احمد صاحب ربوہ حال مغربی جرمنی۔ گواہ شد نمبر۱۔ بشیر احمد محمود مغربی جرمنی گواہ شد نمبر۲۔ ناز احمد ولد محمد دین صاحب عادل وصیت نمبر ۱۵۵۹۷۔

وہ جو دنیا پر کتوں یا چیونٹیوں یا گدھوں کی طرح گرتے ہیں اور دنیا سے آرام یافتہ ہیں وہ اس کا قرب حاصل نہیں کر سکتے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

### بقیہ - مقدمے

دسمبر ۱۹۸۸ء کے شمارے میں اپنے مذہب کو اسلام ظاہر کیا ہے اور اپنے سربراہ کے خطبات و تقاریر کو شائع کیا گیا ہے۔ جس سے یہ تأثر ملتا ہے کہ قادیانی مسلمان ہیں۔ اس لئے اس پرچے کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ یہ مقدمہ ۷ اپریل ۱۹۸۹ء کو درج کروایا گیا ہے۔ ایڈیٹر مصباح مکرم محمد اسمعیل منیر صاحب ثاقب نے ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہے۔

تیسرا مقدمہ ماہنامہ خالد ربوہ کے شمارہ دسمبر ۱۹۸۸ء کے خلاف ایک مقدمہ ہوم سیکرٹری حکومت پنجاب کی طرف سے دائر کیا گیا ہے۔ یہ مقدمہ بھی ۷ اپریل ۱۹۸۹ء کو دائر ہوا ہے۔ اس میں بھی وہی الزام دوہرایا گیا ہے کہ قادیانیوں نے خود کو مسلمان ظاہر کیا ہے۔ ایف آئی آر کے الفاظ ہیں کہ "تحریریں اس طرح لکھی گئی ہیں کہ قادیانیوں نے خود کو مسلمان POSE (ظاہر) کیا ہے" اس لئے اس کے خلاف قانونی کارروائی کی جائے۔ ماہنامہ خالد کے ایڈیٹر مکرم سید یوسف سہیل شوق صاحب پبلشر مکرم مبارک احمد خالد صاحب نے ضمانت قبل از گرفتاری کروائی ہے۔

### مکرم قاضی منیر احمد صاحب کا اعزاز

حالیہ مقدمات کی یورش میں مکرم قاضی منیر احمد صاحب کو گرفتار کیا گیا ہے۔ واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ کے رستے میں یہ ان کی چوتھی گرفتاری ہے۔ پہلے تین بار وہ ربوہ اور ٹنڈو آدم میں مباہلہ پمفلٹ کے ناشر ہونے کے الزام میں لگ بھگ دو ماہ کا عرصہ جیل میں گزار چکے ہیں ان کی حالیہ گرفتاری بدھ ۵ اپریل کو عمل میں آئی۔ ربوہ تھانہ نے انکو جوڈیشل حوالات چنیوٹ میں منتقل کر دیا۔ ۹ اپریل کو ان کی درخواست ضمانت ریذیڈنٹ مجسٹریٹ ربوہ کی عدالت میں پیش ہوئی۔ عدالت نے ضمانت قبول کرنے کی بجائے ۱۲ اپریل کی تاریخ دے دی ہے

مکرم قاضی منیر احمد صاحب پر اب تک ۱۲ مقدمات درج ہو چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے رستہ میں درج ہونے والے مقدمات میں مکرم قاضی منیر احمد صاحب خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے سب سے اوّل نمبر پہ ہیں۔

حال ہی میں ان کو وفاقی شریعت کورٹ کی طرف سے توہینِ عدالت کا نوٹس بھی موصول ہوا ہے۔ یہ نوٹس بھی مباہلہ پمفلٹ کے سلسلہ میں آیا ہے۔ احباب جماعت دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مکرم قاضی صاحب کو جلد ضمانت پر رہائی کے سامان پیدا کر دے۔

مطلع رہیں کہ
حکیم انوار احمد جان کے ربوہ میں دورہ کی تاریخیں۔
ماہ مئی میں ۷-۶-۵ کی بجائے
یکم۔ دو۔ تین ہونگی (بوجہ عید الفطر)
مینیجر
ربوہ برانچ

## خبریں

● روس کی ایٹمی ایندھن سے چلنے والی آبدوز کشتی زیر آب آگ لگ جانے کی وجہ سے ناروے کے سمندر میں ڈوب گئی۔

ناروے کے وزیر دفاع نے اس حادثہ کو سنگین قرار دیا ہے۔

برطانوی بحریہ کے ایک جنگی ماہر نے کہا ہے کہ آبدوز کے تباہ ہونے سے ایٹمی آلودگی پیدا ہونے کا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔

● اقتصادی ماہرین کے مطابق رواں سال میں ملک کا تجارتی خسارہ ۵۵ ارب روپے سے بڑھ جانے کا خدشہ ہے۔ حکومت کو توازن ادائیگی کو درست کرنے میں شدید مشکلات پیش آئیں گی۔ اور حکومت کا قلیل عرصہ کے قرضوں کے حصول پر انحصار بڑھ جائیگا۔

● وزیر اعظم پاکستان محترمہ بینظیر بھٹو نے سندھ کے وزیر اعلیٰ اور ایم کیو ایم کے رہنماؤں سے ملاقات کی۔ اس ملاقات میں وفاقی وزیر داخلہ اور قانون نافذ کرنے والے اہم اداروں نے سندھ کی صورت حال کے بارے میں اپنی رپورٹیں پیش کیں۔ ایم کیو ایم نے بھی اس سلسلہ میں صوبائی حکومت کے اقدامات اور صوبائی انتظامیہ کے رول کے بارے میں وزیر اعظم کو آگاہ کیا۔

مٹی چھوڑ کورس
قیمت فی کورس ۱۵/- لٹریچر ۳/- کے ڈاک ٹکٹ بھجوا کر منگوائیں۔
کیور ٹو میڈیسن کمپنی رجسٹرڈ ربوہ
فون: سیلز ۱۷۷، کلینک ۶۰۶ رہائش ڈاکٹرز ۶۰۷

● صوبہ سرحد کے گورنر کی تقرری کے سلسلہ میں حکمران جماعت نے تفصیلی جائزہ لیا ہے۔ اور اس سلسلے میں ۱۵ اپریل تک بعض اہم فیصلوں کا اعلان متوقع ہے۔

● برطانوی پارلیمنٹ کے سپیکر مسٹر برنارڈ ویدرل نے بھارتی نژاد مصنف سلمان رشدی کی کتاب کی شدید مذمت کی ہے انہوں نے یوم پاکستان کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اس کتاب میں بہت سی غلط باتیں لکھی گئی ہیں جن سے مسلمانوں کی دل آزاری ہوتی ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ مصنف کو قتل کی دھمکیاں دینا صحیح نہیں ہے۔

● بی بی سی کے مطابق گذشتہ روز بعض لوگوں کو حیدر آباد میں اپنے محلوں میں جمعہ کی نماز ادا کرنے کی اجازت دی گئی۔ لیکن بہت کم لوگوں نے اس کا فائدہ اٹھایا۔

سندھ میں مہاجروں کا الگ خطہ بنانے کی تجویز ایم کیو ایم نے مسترد کر دی ہے۔ بی بی سی کے مطابق ان حالات میں اگر سڑکیں اور گلیاں نسلی انتہا پسندوں کی معرکہ آرائی کا ٹھکانہ بنی رہیں تو ہو سکتا ہے کہ بے نظیر بھٹو کو فوج کا سہارا لینا پڑے۔

● عالمی بنک نے پاکستان کو تجویز دی ہے کہ ریلوے کو کارپوریشن میں تبدیل کر دیا جائے۔ اور ملک کے سالانہ بجٹ سے ریلوے بجٹ کو الگ کر دیا جائے۔ ریلوے بورڈ کو توڑ دیا جائے اور ایسی پسنجر گاڑیوں کو بند کر دیا جائے جو نقصان میں جا رہی ہیں۔

ان تجاویز کے بارے میں آئندہ مالی سال کے بجٹ تک کوئی نہ کوئی فیصلہ کر لیا جائے گا۔

● معلوم ہوا ہے کہ پنجاب کی حکومت نے عدلیہ کو انتظامیہ سے الگ کرنے کے اقدام کی مخالفت کرتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ اس طرح صوبائی حکومت کو ۶۰۰ نئے مجسٹریٹ بھرتی کرنا پڑیں گے اور وہ فی الحال اس کی متحمل نہیں ہو سکتی۔

یاد رہے کہ آئین کی آرٹیکل ۱۷۵ (۳) کے تحت ۱۴ اگست ۱۹۸۷ء تک عدلیہ کو انتظامیہ سے علیحدہ کرنا ضروری تھا۔

● افغان عبوری حکومت کے وزیر خارجہ گلبدین حکمت یار نے اس بات کی تردید کی ہے کہ افغان انتظامیہ کے جنگی طیاروں کو بھارتی ہوا باز چلا رہے ہیں۔

انہوں نے کہا تحقیقات کے بعد یہ بات غلط ثابت ہوئی ہے۔

● پاکستان نے کابل حکومت سے پاکستانی علاقے پر سکڈ میزائل کے حملے پر شدید احتجاج کیا ہے۔ اس ضمن میں ایک شکایت اقوام متحدہ کے دفاتر میں بھی دے دی گئی ہے۔ جس میں کہا گیا ہے کہ کابل حکومت کی طرف سے جینوا معاہدہ کی کھلی خلاف ورزیوں کی تحقیقات کرائی جائے۔

● اسرائیل مقبوضہ عرب علاقوں میں آزادانہ اور جمہوری انتخابات کرانے کے لئے تیار ہے۔ یہ بات اسرائیل کے وزیر اعظم شمیر نے کہی ہے۔

● حیدر آباد کے سانحہ میں مرنے والوں کی تعداد ۴۱ تک پہنچ گئی ہے۔ مجموعی طور پر امن و امان کی صورت حال قابو میں رہی۔ کرفیو میں مزید نرمی کر دی گئی ہے اور اب شہر میں صبح سات سے نو بجے تک اور شام کو چار سے چھ بجے تک کرفیو میں نرمی رہے گی۔ انتظامیہ نے دفعہ ۱۴۴ کے تحت موٹر سائیکل اور سکوٹر پر دو سواریاں بیٹھنے پر پابندی لگا دی ہے تاہم خواتین کے لئے یہ پابندی نہیں ہو گی۔

● بھارت اور ویسٹ انڈیز کے درمیان دوسرے کرکٹ ٹیسٹ کے پہلے روز بھارتی ٹیم نے ۷ وکٹوں پر ۲۸۱ رنز بنائے۔ ایک موقع پر بھارت کے ۴ کھلاڑی ۶۸ رنز پر آؤٹ ہو چکے تھے۔ لیکن ٹسٹ میچوں میں نو وارد کھلاڑی سنجے منجریکر جس کا یہ تیسرا ٹسٹ ہے نے ذمہ دارانہ کھیل کھیلتے ہوئے ۹۳ رنز بنا کر اپنی ٹیم کو خطرے سے نکالا۔ اظہر الدین نے ۸ چوکوں کی مدد سے ۶۱ رنز بنائے۔

● ویسٹ انڈیز کے عالمی شہرت یافتہ کرکٹر روہن کنہائی نے کہا ہے کہ جاوید میاں داد موجودہ دور کا بہترین بیٹسمین ہے۔ اگر وہ چاہے تو کسی بھی اٹیک کو چیر پھاڑ کر رکھ سکتا ہے۔

### تلاش گمشدہ چابیاں

جامعہ سے اکیڈمی کے درمیان چابیوں کا ایک گچھا گم ہو گیا ہے۔ جس میں نہایت ضروری چابیاں شامل ہیں۔ جس کسی کو ملیں دفتر جامعہ احمدیہ میں مکرم رشید کلو صاحب کو دے دیں۔